ڈاکٹر انعام الحق کوثر

قائد اعظم اور وادی بولان

تاریخ کے اوراق اس امر کا انکشاف کرتے ہیں کہ قائد اعظم نے ۱۹۲۷ء میں بلوچستان کے حقوق کی خاطر تگ ودو کا آغاز کیا۔ چنانچہ انکے ۱۹۲۹ء کے شہرہ آفاق چودہ نکات کے اعلان میں اس کی کئی نکتوں میں وضاحت ملتی ہے۔

۱۹۳۶ میں قائد اعظم نے ہندوستان کی مرکزی اسمبلی میں بلوچستان کے لئے صوبائی اختیارات کی غرض سے ایک تحریک مولانا غلام بھیک نیرنگ کے توسط سے پیش کرئی۔ مگر فرنگی اقتدار نے اپنے کاسہ لیسوں کے ذریعے اسے منظور نہ ہونے دیا۔

۱۹۳۹ سے بلوچستان میں مسلم لیگ نے زور شور سے کام شروع کیا۔ نتیجۃً اس خطے میں تحریک پاکستان اس قدر منظم اور مستحکم ہوگئی کہ سارے برصغیر کے دس کروڑ مسلمان اس پر جھوم اٹھے۔ بقول مولانا ظفر علی خاں ؎

اسلام کی عزت پر سو جان سے قربان ہے
ملت کو نہ بھولے گا احسان بلوچستان

۱۹۴۰ کے تاریخی اجلاس کے موقع پر قائد اعظم نے قاضی محمد عیسی کے ہمراہ بلوچستان کے وفد کے تین طالب علموں (فضل احمد غازی، ملک عبداللہ جان کانسی اور فتح محمد بلوچ) کو چائے کی دعوت پر بلایا۔ پہلے تو قائد اعظم نے انہیں اپنی تحریک کے مقاصد اور اس تنظیم کے اجزائے ترکیبی سے روشناس کرایا۔ پھر ان تینوں کی خاموشی پر گویا ہوئے۔" تم بولتے کیوں نہیں؟ یاد رکھو! میں یہ تحریک اسی لئے چلا رہا ہوں کہ برصغیر کے مسلمانوں اور خاص کر نوجوانوں میں گویائی کی قوت پیدا ہو۔ میں یہ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آپ میری ہاں

میں ہاں ملائیں۔ اگر میرے نظریے اور طریق کار میں تمہیں کوئی ابہام محسوس ہوتا ہے۔تو اس کا اظہار کیوں نہیں کرتے۔تا کہ ہم بحث کر کے ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔یہی وہ طریقہ ہے جس سے صحیح معنوں میں ایک منظم تنظیم وجود میں آسکتی ہے"اور پھر گرج کر بولے" میں جابر سلطان نہیں ہوں اور نہ جابر سلطان بننا چاہتا ہوں اور تم وہ ہو جن کو ان کے آخری ابدی اور عالمگیر پیغمبر آنحضرت ﷺ نے حکم دیا ہے کہ جابر سلطان کے سامنے حق کا اظہار سب سے بڑا جہاد ہے۔اسی لئے تو کہتا ہوں کہ بولو لیکن بولنے سے پہلے جو کچھ کہنا چاہتے ہو اسے حقانیت کے ترازو میں ضرور تولا کرو" ۱۹۴۰ء میں میں آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس جس کی بنا ۱۸۸۶ء میں سر سید علیہ الرحمتہ نے ڈالی تھی' کے سالانہ اجلاس منعقدہ پونا (انڈیا) کے آخری سیشن میں قائد بلوچستان قاضی محمد عیسی تشریف لے گئے تھے۔کانفرنس کے سیکرٹری جناب سید الطاف علی بریلوی کے بیان کے مطابق ان کے پاس قائد اعظم کا ایک مفصل سفارشی خط تھا۔جس کے باعث کانفرنس کے آل انڈیا پلیٹ فارم سے اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ کو ڈگری کالج بنانے کی تجویز کی پرزور تائید کی گئی۔

ان واقعات سے قائد اعظم کے بلوچستان میں ترقی کی راہیں وا کرنے کے احساسات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

قائد اعظم پہلی مرتبہ جون ۱۹۴۳ میں بلوچستان تشریف لائے تھے۔ راستے میں مختلف اسٹیشنوں جیسے جھٹ پٹ، نیل پٹ، اور سبی وغیرہ پر تحریک پاکستان کے جیالوں نے ان کا شاندار استقبال کیا تھا۔کوئٹہ اسٹیشن پر استقبال کے بارے میں روزنامہ انقلاب لاہور (شمارہ ۷ جولائی ۱۹۴۳) کی اطلاع کے بموجب قائد اعظم نے خود ارشاد فرمایا تھا۔کہ "بادشاہ بھی ہوتا تو اس جلوس پر فخر کرتا"

قائداعظم نے ۳ جولائی ۱۹۴۳ء کو بلوچستان مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کوئٹہ میں فرمایا تھا:" اب وقت آگیا ہے کہ مسلمانان بلوچستان بھی اپنی گراں خوابی سے چونکیں اور

امت مسلمہ کی صفوں میں شامل ہو جائیں۔"

دوسرے اجلاس میں قاضی محمد عیسیٰ نے مسلمانان بلوچستان کی جانب سے قائداعظم کی خدمت میں ایک تاریخی تلوار پیش کرتے ہوئے کہا:

"مسلمان تلوار کا دھنی ہے۔ مسلم کا اور تلوار کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جب مسلمانوں کا کوئی امیر موجود نہ تھا تو تلوار بطور امانت قوم کے پاس پڑی رہی۔ اب جب کہ آپ بحیثیت امیر قوم میدان عمل میں نکل آئے ہیں۔ یہ امانت آپ کے حوالے کی جاتی ہے۔ یہ تاریخی تلوار ہمیشہ دفاعی اغراض کے لئے استعمال ہوتی رہی ہے اب بھی اسے اسی غرض میں استعمال کیا جائے گا۔ یہ کسی جارحانہ مہم میں استعمال نہیں ہو گی"

قائداعظم نے اس تحفے کو قبول کرتے ہوئے اہل بلوچستان کی بیداری پر اظہار مسرت فرمایا اور کہا: "یہ تلوار جو آپ نے مجھے عنایت کی ہے۔ صرف حفاظت کے لئے اٹھے گی لیکن فی الحال جو سب سے ضروری امر ہے وہ تعلیم ہے علم تلوار سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ جایئے اور علم حاصل کیجئے۔ میں جانتا ہوں کہ اگر وقت آجائے تو ہم اپنی جان اور سب کچھ قربان کر دیں گے لیکن پہلے اس کی تیاری تو کر لو۔ ہم بے کار اور بے مقصد قربانی نہیں چاہتے"

اس کانفرنس کی ایک اہم بات یہ بھی تھی کہ قائداعظم نے میکموہن پارک کوئٹہ میں ایک بہت بڑے اجتماع سے انگریزی میں خطاب کیا تو تحریک پاکستان کے ایک نامور بلوچستانی مرد مجاہد رونے لگے۔ ان کے ساتھی نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا: آپ انگریزی تو سمجھتے نہیں، روتے کیوں ہیں؟" جواب ملا اس شخص کی آواز سے اس کے دل کا درد عیاں ہے اور اسی نے مجھے مضطرب کر دیا ہے"

قائداعظم کی ایک مختصر سی اردو تقریر کے یہ الفاظ آج بھی بلوچستان کے پرانے لوگوں کو یاد ہیں۔ "مسلمان یا تو ست یا ایک دم چست" ۱۹۴۳ء میں ہی قائداعظم کے قیام

بلوچستان کے دوران "بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن" قائم ہوئی تھی۔ جس کے کارکنوں نے پاکستان کے تصور کو ایک حقیقت بنانے کے لئے دن رات ایک کر دیئے۔ اسی فیڈریشن کے زیر اہتمام ۴ جولائی ۱۹۴۳ کو اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ (جسے قائد نے چھوٹا علی گڑھ کہا تھا) میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا تھا۔ جس کی صدارت ایک نوجوان طالب علم "بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن" کے صدر خیر محمد خان نے کی۔ خطبہ استقبالیہ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری مسٹر نذر محمد نے پیش کیا۔ اس سے طالب علموں کو اپنی اہمیت کا احساس ہوا اور وہ دل و جان سے تحریک پاکستان کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے اس جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"میرے دوستو! آپ لوگوں کو خداوند کریم نے اس قدر عمدہ زمین دی جہاں پر دنیا کی ہر ممکن چیز دستیاب کی جاسکتی ہے۔ لیکن صد افسوس کہ آپ لوگ اس سے مستفید نہ ہو سکے۔ ظاہرہ یہ زمین کس قدر بنجر نظر آتی ہے۔ لیکن اس میں نہایت قیمتی اشیاء پنہاں ہیں۔ آپ لوگ اس بات سے بھی بے بہرہ ہیں کہ آپ کی زمین میں کیا کچھ ہوسکتا ہے۔ آپ صرف موسم سرما میں برف کے سفید سفید تودے ہی دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں اور اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے، آپ لوگوں نے کچھ الگ تھلگ ہی زندگی بسر کی۔ آج میں یہاں دیکھ رہا ہوں کہ تعلیم کے لحاظ سے یہ جگہ ہندوستان میں سب سے زیادہ پس ماندہ ہے۔ اقتصادی طور پر لوگ بے حد مفلس ہیں۔ صنعت و حرفت اور تجارت میں آپ لوگوں کا کوئی حصہ نہیں"

بلوچستان کے نوجوانو جاگوان مشکلات کو حل کرنا تمہارا کام ہے اور اس دوران ترقی میں تمہارا اولین فرض ہے کہ مسلمانوں میں قومیت کا جزبہ پیدا کرو۔ تعلیمی طور پر اقتصادی طور پر سیاسی طور پر اپنی قوم کو ابھارنے میں امداد کرو............ تمہیں چاہئے کہ لوگوں میں تعلیم پھیلا کر اپنے اصل حقوق کا احساس پیدا کراؤ۔ تاکہ وہ گورنمنٹ کو اپنی اور اپنی قوم کی بہبودی کے لئے مختلف چیزیں بہم پہنچانے کے لئے مجبور کریں۔ مثلاً مدارس، ہسپتال وغیرہ اور

مشنری کی حیثیت سے لوگوں کو مسلم لیگ کے عقائد اور قانون ذہن نشین کراؤ۔ اگر ہم نے ایک دفعہ اپنا کام شروع کر دیا تو یقیناً سب کچھ کر جائینگے......

اس وقت بھی آپ لوگ ہزار ہا کی تعداد میں ہیں جو یہ کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ آپ لوگوں کی مثال اس ہیرے کی مانند ہے جس کو ایک ماہر تراشنے والے کی ضرورت ہے اور جب وہ ہیرا تراشا جا چکے گا تو بلوچستان ایک شاندار صوبہ ہوگا "بلوچستان میں قائداعظم اپنے قیام کے دوران خان معظم میر احمد یار خان کی دعوت پر قلات بھی تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے ہر طبقہ خیال کے لوگوں سے ملاقاتیں کیں...... اس دوران میں قائداعظم بہت خوش تھے اور اکثر کہا کرتے تھے۔ "مجھے سیاسی دوروں میں اتنا لطف حاصل نہیں ہوا جتنا لطف کہ میں یہاں محسوس کر رہا ہوں" قائداعظم نے بلوچستان میں تحریک پاکستان کے ایک سرگرم اور مایہ ناز کارکن جناب عبدالغفور درانی کے ذریعہ سے اہل بلوچستان کو یہ ناقابل فراموش پیغام دیا تھا جو ان کے دست مبارک کا تحریر کردہ ہے۔

"My Baluch Muslim friends Islam expects every Muslim to do his duty by his people."

ستمبر ۱۹۴۵ میں قائداعظم اپنی ہمشیرہ محترمہ مس فاطمہ جناح کی میت میں دوسری بار بلوچستان تشریف لائے تھے۔ پانچ ہفتے قیام فرمایا۔ اس دوران میں آپ کے متعدد بیانات اخبارات میں شائع ہوئے۔ بعض جلسوں سے بھی خطاب کیا۔ بلوچستان کے نوجوانوں نے قاضی محمد عیسیٰ خان کے بنگلے کے سبزہ زار پر قائداعظم کو استقبالیہ دیا۔ اس موقع پر ایک نوجوان فتح محمد نے قائداعظم کی خدمت میں برصغیر کا ایک ایسا نقشہ پیش کیا جس میں بھارت اور پاکستان کی نشاندہی کے علاوہ مشرقی اور مغربی پاکستان کو ملانے کی خاطر ایک شاہراہ کا تعین بھی کیا گیا تھا۔ اور اس پر تحریر تھا "شاہراہ قائداعظم"

جناب فضل احمد غازی کو بیان کے مطابق قائداعظم اس نقشے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور

فرمانے لگے کہ جس پاکستان کا میں مطالبہ کر رہا ہوں ہندو کانگریس اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں اور تم بلوچستان کے نوجوانوں نے اس میں "شاہراہ قائداعظم" کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔ پہلے تم میرے ساتھ تعاون کرو کہ میرا تعین کردہ پاکستان بنے اور جب اس کام سے فارغ ہو گئے تو پھر یہ تمہاری مرضی کہ شاہراہ قائداعظم بناتے ہو یا نہیں"

اس مرتبہ قاضی محمد عیسی خان مرحوم نے بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک فعال اور نہایت ہی اہم کارکن فضل احمد غازی کو قائداعظم کے ملاقاتیوں کے انتظام کا فخر عطا کیا۔ پہلے دن غازی صاحب نے ملاقاتیوں کی فہرست میں بڑوں اور بزرگوں کا نام پہلے اور نوجوانوں کا بعد میں لکھا۔ قائداعظم نے اسی لحاظ سے ملاقات کی۔ آخر میں جب اطلاع دی گئی کہ کوئی ملاقاتی باقی نہیں رہا تو فضل احمد غازی سے کہا کہ بیٹھ جاؤ پھر قائداعظم نے بہت ہی پیار سے فرمایا" کہ کل سے جو فہرست تیار کرو۔ اس میں پہلے نوجوانوں کو مجھ سے ملاؤ۔ انہی سے ملنے کے لئے آیا ہوں۔ ان بوڑھوں میں قوت کار ختم ہو چکی ہے۔ ان کو قوم اور تحریک کے مقابلہ میں اپنے مفادات زیادہ عزیز ہیں۔ ان کو پاکستان قریب نظر آرہا ہے اس لے میرے قریب آرہے ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کو نوجوانوں کے قریب رہوں۔ یہ کام والے لوگ ہیں۔ میرے پاکستان کو یہی لوگ، عظمت وجلال عطا کریں گے"۔

۱۹۴۵ ہی میں قائداعظم نے فرمایا تھا" تم مجھے چاندی کی گولیاں (Silver Bullets) دو۔ میں آزادی کی جنگ لڑ کر تمہیں پاکستان دوں گا روزنامہ انقلاب لاہور (۲۲ اکتوبر ۱۹۴۵) کی اطلاع کے بموجب کوئٹہ میں قائداعظم کی اپیل کے جواب میں انہیں چاندی کی دو سلاخیں موصول ہوئیں جن کا وزن ساڑھے پانچ ہزار تولہ یعنی کوئی ڈیڑھ من تھا۔ مسلم لیگ کے سرمایہ انتخابات میں یہ عطیہ کسی ایسے بلوچستانی مسلمان کی طرف سے تھا جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس پر مرحوم قاضی محمد عیسی نے لکھا ہے کہ قائداعظم کے اس تاریخی اعلان پر ایک بار پھر صوبہ بلوچستان کے لوگوں نے آبادی کے تناسب سے برعظیم کے تمام

صوبوں سے زیادہ عطیہ دیا"

۱۹۴۶ کے برصغیر کے فیصلہ کن انتخابات میں بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے نمائندے بھی دہلی اور اس کے قریبی حلقہ ہائے انتخابات میں مسلم لیگ کے امیدواروں کی حمایت میں کام کرنے گئے تھے۔ایک شام بلوچستان کے یہ نوجوان طالب علم آل انڈیا مسلم لیگ کے مرکزی دفتر میں بیٹھے گپ بازی میں مگن تھے۔ دفتر کے منتظم نواب شمس الدین موجود نہ تھے۔اتنے میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔شاہراہ قائداعظم کے تصوراتی خالق فتح محمد بلوچ کو انگریزی بولنے کا بڑا شوق تھا۔فتح محمد نے ریسور اٹھا کر بولنا شروع کیا:

Baluchistan is speaking on this side.

دوسری جانب سے جواب ملا

And Pakistan is speaking on the otherside.

یہ قائداعظم کی آواز تھی۔وہ ابھی بات کرنے بھی نہ پائے تھے کہ فتح محمد نے لرزتے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔ساتھیوں نے لرزنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ میں خوشی سے لرز رہا ہوں۔اب بلوچستان جا کر فخر سے یہ کہ سکوں گا کہ میں فون پر بھی قائداعظم سے بات کر چکا ہوں.... یہ سب نوجوان پھر گپ بازی میں مصروف ہو گئے۔اور اطلاع دی کہ قائداعظم باہر موٹر میں آپ لوگوں کے منتظر ہیں۔............ فضل احمد غازی نے لکھا ہے کہ جب ہم قائد اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہنستے ہوئے فرمانے لگے کہ پاکستان تو فلم دیکھنے جا رہا ہے ۔بلوچستان کا کیا خیال ہے؟ فتح محمد نے جواب دیا کہ بلوچستان قلفی کھانا چاہتا ہے۔اس پر قائداعظم نے ہمیں پیسے دے کر فتح محمد کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ضرور کھاؤ لیکن اتنا نہیں کہ خود بھی گول گپے نظر آؤ۔تم میرے نوجوان سپاہی ہو۔اپنی صحت کا خاص خیال رکھو یہ پاکستان کے کام آئے گی۔"

قیام پاکستان کے بعد فروری ۱۹۴۸ میں قائداعظم نے سبی دربار میں جہاں سرداروں کو خلعتیں

تقسیم کیں۔ وہیں قاضی محمد عیسیٰ کے ایماء پر سیاسی کارکنوں کو سرداروں کے برابر جگہ دلوائی اور انہیں بھی سندیں عطا کر کے جمہوری دور کی آمد آمد کا احساس دلایا۔ علاوہ ازیں قائداعظم نے بلوچستان میں اصلاحات کے نفاذ کو بتدریج رائج کرنے کا اعلان کیا۔ جس سے اس امر کی صراحت ہوتی ہے کہ انہیں بلوچستان کی ترقی و بہبودی کا کس قدر خیال تھا۔ ذاتی دلچسپی کا ثبوت اس طرح فراہم کیا کہ "زیارت" کو اپنا گرمائی صدر مقام بنایا۔ "زیارت" وہ مقام حسن (Beauty Spot) ہے جہاں انسان فطرت کی سحر کاریوں سے مسحور ہو کر اپنا دکھ درد بھول جاتے ہیں۔

اسی "زیارت" میں انتہائی نقاہت کے زمانے میں قائد اعظم اکثر ان غریب گڈریوں پر رشک کیا کرتے تھے۔ جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے لاٹھی سے بھیڑ بکریوں کو ہانکتے، پہاڑوں کی چوٹیوں پر دوڑتے کودتے پہنچ جاتے تھے۔

"زیارت" میں اقامت پزیری کے دوران ایک روز قائد اعظم خواجہ ناظم الدین سے ڈھاکہ کوئی اہم بات کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے اپنے پی اے سے کہا کہ جلد فون لاؤ۔ ان دنوں بات بمبئی اور کلکتہ کی ٹیلی فون لائنوں سے ہوتی تھی۔ پی اے نے کوشش کی لیکن بمبئی کا ٹیلی فون اپریٹر توجہ نہ دے رہا تھا۔ وہیں سردار عبدلرب نشتر مرحوم بھی موجود تھے۔ انہوں نے بھی کوشش فرمائی مگر کامیابی نہ ہو سکی۔ بمبئی ایکسچینج کا اپریٹر ٹس سے مس نہ ہو رہا تھا۔ .... اتنے میں قائداعظم نے پوچھ لیا کہ اب تک کال کیوں نہیں ملائی گئی؟ پی اے نے گھبرائے ہوئے انداز میں صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس پر آپ خود بمبئی والے اپریٹر سے مخاطب ہوئے:

ہیلو!

کون؟

"جناح سپیکنگ" آواز میں تمکنت اور رعب تھا۔ قارئین محترم آناً فاناً ڈھاکہ تک

لائیں مل چکی تھیں۔ یہ وہی آواز تھی جس نے برصغیر کے مسلمانوں کو خوداعتمادی کا سبق سکھایا تھا۔ اور اسی صداقت پسند آواز سے انکے مدمقابل گھبرا اٹھتے تھے۔ ان کی اس خوبی کے بارے میں بلوچستان کے ایک شاعر جناب فاروق نے بہت پہلے کہا تھا

ہیبت سے اس کی لرزہ براندام ہیں حریف
گو جاں میں ناتواں ہے محمد علی جناح

قائداعظم نے "زیارت" ہی میں ہماری نوجوان نسل کو فضل احمد غازی کے توسط سے ایک انمٹ پیغام دیا تھا وہ لکھتے ہیں کہ قیام پاکستان سے پیشتر ہم جب بھی قائداعظم سے ملا کرتے تھے تو وہ تحریک کے کام کے بارے میں ہم سے باتیں کیا کرتے تھے۔ مگر جب پاکستان بنا تو ان کا انداز یکسر بدل گیا............. ۱۹۴۸ میں جب غازی صاحب زیارت میں قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ افغانستان کے جشن استقلال میں شرکت کے لئے افغانستان کے وزیراعظم سردار شاہ محمود خان نے دعوت نامہ بھیجا ہے تو یک لخت پوچھا کہ تمہاری تعلیم کا کیا ہوگا؟ غازی نے مودبانہ انداز میں جواب دیا "جناب! پندرہ دنوں کی بات ہے آکر پھر تعلیم میں مصروف ہو جاؤں گا"۔ اس پر قائداعظم نے فرمایا نہیں۔ پاکستان بن چکا ہے اب تمہارا کام، تعلیم اور صرف تعلیم کا حصول ہونا چاہئے۔ پاکستان کو ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو تعلیم کے زیور سے آراستہ ملی اتحاد کے جذبے سے بھرپور اور خدمت کے جذبے میں مست ہوں"

چند لمحات کے ٹھہراؤ کے بعد پھر فرمانے لگے کہ ٹھیک ہے چلے جاؤ اور اگر تمہیں موقع ملے تو افغانستان کے نوجوانوں کو کہو کہ پاکستان جمال الدین افغانی کے خواب کی تعبیر ہے۔ یہ اس لئے وجود میں آیا ہے کہ عالم اسلام کی قوت وطاقت میں اضافہ کرے۔ تخریب کے لئے نہیں، بلکہ تعمیر کیلئے" اور جب فضل احمد غازی رخصت لے کر چلنے لگا تو پھر ارشاد ہوا" فضل! تعلیم کے دوران یہ تمہارا آخری سفر ہونا چاہئے"

حضرات! وادیٔ زیارت یا پاکستان کا کوئی اور گوشہ..................... قائد اعظم علیہ الرحمتہ کی یاد.............. یادوں کے افق پر ابھرتی رہتی ہے اور قوت عمل کو تازیانہ لگاتی رہتی ہے کیونکہ ۔

بحرِ ہستی میں اسلام کی لہر تھا
قائد ہند کیا' قائد دہر تھا

حوالے:

پندرہ روزہ "آہنگ" ، کراچی، ۷ ستمبر ۱۹۷۱ء

ہفتہ وار "الاسلام" کوئٹہ، ۱۶ جولائی ۱۹۴۳ء / اکتوبر ۱۹۴۵ء

روزنامہ "انقلاب" لاہور، فائلیں ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۷ء

پندرہ روزہ "پاسبان" کوئٹہ، فائلیں ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۷ء

روزنامہ 'جنگ' کوئٹہ، ۱۸ اگست ۱۹۷۵ء ۲۰ نومبر ۱۹۷۶ء

ہفت روزہ 'ساحل' کوئٹہ شمارے ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۲۸ جولائی تا ۳۱ اگست ۱۹۷۶ء

دوماہی 'صحیفہ' (قائد اعظم نمبر) لاہور، ستمبر۔۔ دسمبر ۱۹۷۶ء
(مقالہ قائد اعظم اور بلوچستان از ڈاکٹر انعام الحق کوثر)

الطاف علی بریلوی، سید، تعلیمی مسائل ۔ پس منظر اور پیش منظر ۔ کراچی ۱۹۶۵ء

انعام الحق کوثر، ڈاکٹر، تحریک پاکستان میں بلوچستان کا حصہ ۔ راولپنڈی ۱۹۷۷ء